رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے
متعلق خط و کتابت بنام
منیجر ہو

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

جلد | مورخہ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۶۷

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بروز جمعہ پھیرو چیچی سے تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ حضور نے ہی پڑھا۔ اسی دن مغرب کے قریب واپس چلے گئے ۔

حضرت اُم المومنین کی طبیعت چند دن سے ناساز ہے احباب دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت بخشے۔ اور اس مبارک اور مقدس وجود کو تا دیر سلامت رکھے ۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ففتھ ہائی کے طلباء یونیورسٹی کا امتحان دینے کیلئے بٹالہ گئے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے ۔

امید ہے۔ یہ خبر خوشی سے سنی جائیگی کہ معاصر فاروق جو تین ماہ بند رہنے کے بعد عنقریب شائع ہونیوالا ہے ۔

نامہ لنڈن

(نوشتہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر ۔ ۲۱ ۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

حضرت مفتی صاحب کا سفر امریکہ

۲۰ ۔ جنوری کو حضرت مفتی صاحب کے مخلصین اور احباب کو جماعت لنڈن نے الوداعی پارٹی اور ایڈریس دیا جسمیں ان کے ساتھ تعلقات محبت و اخلاص کا اظہار اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ حاضرین میں ڈاکٹر لیون Dr. Henry M. Leon. M.A. Ph.d. اور ڈاکٹر Bett Phd. پرنسپل کالج فیلولوجی اور میڈم لیون جو خود بھی ایم ۔ اے ہیں ۔ موجود تھیں ۔ ڈاکٹر لیون نے کرسی صدارت سے ایڈریس پڑھا ۔ اور اس کے بعد ڈاکٹر موصوف اور ڈاکٹر Bett نے نہایت موثر تقاریر میں مفتی صاحب کے کام و قابلیت کی تعریف کی ۔ ہردو فاضلوں کی تقریر میں مفتی صاحب کے اس مضمون کا خصوصیت سے ذکر تھا ۔ جو آپ نے عربی و عبرانی کے مقابلہ پر لکھا اور مقررین نے یہ ظاہر کیا ۔ کہ اس مضمون کو دنیا بھر میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے ۔ آخری تقریروں کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوا ۔ Oour loss is America "Gain." "گو ہمارا نقصان ہے ۔ مگر اس میں امریکہ کا فائدہ ہے" احمدی مقررین میں مبلغین کے علاوہ رئیس زادہ ٹامس ابراہیم ۔ اخویم محمد سلطان فقیہ ۔ مسٹر ولسن یاٹر سکرٹری و بلیغر لیگ اف انڈیا اور مسٹر کمال الدین خیجی سکنہ سیلون تھے ۔ ہر ایک نے اپنی محبت اور مفتی صاحب کے اخلاق فاضلہ اور دل لینے والے طرز تبلیغ کا ذکر کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نئے میدان میں فتوحات بخشے ۔

مفتی دنیر لورپول میں

۲۶ - جنوری کو حضرت مفتی صاحب بعزم سفر امریکہ لورپول روانہ ہوئے - یہ عاجز بھی ان کے ساتھ اس لیئے کہ چھ ماہ متواتر کام کے بعد ذرا سا آرام مل جائے - اور زیادہ اس لئے کہ اس صورت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر وقت یاد دلاتی تھی - انگلستان کے ساحل سے سوار ہوتا دیکھ لوں - لورپول گیا - لورپول میں ہر دو سبز پگڑی - عینک والے - سفید ریش احمدی مبلغین نے سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا - اور لوگوں کو لورپول اسلامی مشن کے خشک شدہ شجر کو پھر سبز کئے جانے اور محمد رسول اللہؐ کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کی بشارت دی - وہاں ہوٹل میں جس کا نام اتفاق سے انگلستان کے فاتح امیر البحر لارڈ نیلسن کے نام پر تھا - اُترے - اور خوب دُعائیں کیں - رؤیا میں حضرت مفتی صاحب نے ہوٹل کے دروازہ پر "فتح محمد بہادر" لکھا دیکھا - اور میں نے اسی رات منفصلہ ذیل کلمہ پُر رُعب آواز میں سُنا -

"اسلام کا درخت پھولیگا - پھلیگا - اور دنیا کے کونوں تک پھیلے گا"

پس میں سمجھتا ہوں - کہ اللہ تعالیٰ نئی دنیا میں نئی فتوحات دیگا - اور بہت سی سعید رُوحیں یہاں اور وہاں مسیح موعودؑ کے جھنڈے کی پناہ میں آئینگی -

سبز پگڑیوں والے امریکن جہاز پر

حضرت مفتی صاحب کے جہاز کا نام ہنز فرڈ - اور یہ بحر اوقیانوس کا دیو جسم ۱۱۰۰۰ ٹن کا جہاز ہے - اس کے تختہ پر جا کر دعا کی - افسروں سے ملاقات کی - اخلاق سے پیش آئے - ۲۸ - جنوری کو ایک بجے جہاز روانہ ہوا - اور حضرت مفتی اور مغرب کی طرف مسیح موعود کے پیغام کے حامل ہو کر روانہ ہوئے - روانگی سے قبل مفتی صاحب نے جہاز کے اوپر سے اور خاکسار نے کنارہ سمندر سے ہاتھ اوٹھا کر دو دفعہ آدھ آدھ گھنٹہ تک دعا کی - جہاز اونچا تھا - اور کنارہ پر آواز سُنائی نہ دیتی تھی - اس لئے اشاروں سے السلام علیکم کر کے رخصت ہوئے -

تقسیم لٹریچر اور مختصر لیکچر

بندرگاہ سے واپسی پر اتفاقیہ لیبر کا ایک جلسہ نظر پڑا - بڑا مجمع تھا - اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا لٹریچر تقسیم کیا - اور قریباً ۱۵ منٹ تک حضرت مسیح موعود کے سکھائے ہوئے پیغام کو سُنایا - اور اسلام کے مساوات دلانیوالے اصولوں کو واضح کیا - الحمد للہ علی ذالک -

جہاز پر سے خط

حضرت مفتی صاحب کا جہاز پر سے ایک خط آیا ہے - تختہ جہاز پر انہوں نے تبلیغ شروع کر دی ہے - تھوڑی تکلیف کے بعد طبیعت اچھی ہو گئی ہے - ان کا پتہ امریکہ میں

c/o. Thomas Cook & Sons,
245 Broadway
New York. U.S.A.

کلام الامام

۲۸ - فروری ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے شیخ غلام فرید صاحب بی اے کا نکاح شیخ فضل حق صاحب بٹالوی کی ہمشیرہ نواب بیگم سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا - اسموقعہ پر حضور نے خطبہ پڑھا - اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

حضور نے آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا - نکاح کا معاملہ ایک نہایت ہی عام اور ہمیشہ واقع ہونیوالے معاملات میں سے ہے - اور ان واقعات میں سے ہے - کہ جو خوشی و رنج کے لحاظ سے گو ایک مخصوص حلقہ میں چند منٹ یا چند گھنٹہ کے لئے اثر پیدا کرتے ہیں مگر پھر ان کا اثر بظاہر مٹ جاتا ہے - میرے نزدیک شادی و نکاح کی مثال ان واقعات کی طرح ہے - جو تیر یا گولی کی طرح چھٹتے ہیں - جب وقت تیر چھٹتا ہے - تو ایک حرکت ہوتی ہے - مگر جب تیر نشانہ پر پہونچتا ہے - تو ادھر سناٹا ہو جاتا ہے - اس کے چھٹنے کی حرکت اسوقت تک بے حقیقت ہوتی ہے - جب تک یہ نہ معلوم ہو - کہ وہ نشانہ پر بھی بیٹھا ہے - یا یونہی ضایع ہو گیا ہے - مگر تیر کے چھٹنے اور نشانہ تک جانے کا عرصہ و فاصلہ اتنا قلیل ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ نہیں ہوتا - مگر ہوتا ضرور ہے - لیکن جب وہ چھٹتا ہے - تو ادھر حرکت ہوتی ہے - اور جب وہ اپنے مقام پر پہنچتا ہے - تو یہاں سناٹا ہوتا ہے - یہی حال نکاح کا ہوتا ہے کہ جب تک تو اس کا بظاہر کوئی اثر نہیں ہوتا - اس کے لئے حرکت ہوتی ہے - تیاریاں کی جاتی ہیں - دعوتیں ہوتی ہیں - لیکن جب نکاح کے ثمرات کا وقت آتا ہے - تو ہر طرف خاموشی ہوتی ہے جب میاں بیوی میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوں یا اور معاملات میں ان کی کشمکش ہو رہی ہو - اسوقت کسی کو علم نہیں ہوتا - کہ وہ کس حالت میں ہیں - نکاح کی مثال موت کے ساتھ بھی دی جا سکتی ہے - کہ جب ایک شخص کے جسم سے رُوح علیحدہ ہوتی ہے - تو اس کے گھر والوں میں ماتم پڑ جاتا ہے - مگر جب اسے دفن کر آتے ہیں - اس کا حساب و کتاب شروع ہوتا ہے - جو اس کے لئے مشکل وقت ہوتا ہے - اسوقت لوگ خاموش ہوتے ہیں - احادیث میں آتا ہے - کہ بعض لوگوں کا حساب چند دن دیر میں لیا جاتا ہے - تو ایسے مردے کے لئے سب سے کٹھن کا وقت ہوتا ہے - اسوقت رونیوالے خاموش ہو جاتے ہیں :

پس نکاح ان معاملات میں سے ہے - کہ جنکی ابتداء تو خوشی سے ہوتی ہے - مگر انتہا کا کسی کو علم نہیں ہوتا - اور نہیں جانتے - کہ اسکے کیسے ثمرات پیدا ہونگے - عام لوگ نکاح کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے - حالانکہ نکاح ایک عمارت ہے جسمیں عظیم الشان دنیا آباد ہوتی ہے - اسوقت سوا ارب دنیا کی آبادی بتائی جاتی ہے - چند سو سال قبل دنیا کی جتنی آبادی تھی - آج اتنی صرف ابراہیم کی نسل دنیا میں موجود ہے - اس سے معلوم ہوا - کہ ایک آدمی کی نسل سے ایک دنیا بنجاتی ہے - اس لئے یہ معاملہ چھوٹا معاملہ نہیں - بلکہ بڑا اہم معاملہ ہے - اس کیلئے بڑے فکر بڑی خشیت اور بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے - اسی لئے رسول کریمؐ نے اسموقع کیلئے قرآن کریم کی ان آیتوں کو منتخب کیا ہے - جنمیں بار بار تقوے کا حکم دیا گیا ہے - خوشی ایک ایسی چیز ہے جو اپنی ذات میں خوبصورت ہے - اور کم لوگ ہیں - جو خوشی میں خدا کو یاد رکھتے ہیں رنج میں تو خدا یاد آ ہی جاتا ہے - پس چونکہ شادی بھی ایک ایسا معاملہ ہے جو دنیا میں خوشی کا معاملہ ہے - اور سوائے دنیا کے ایک جزیرہ کے باقی تمام ممالک میں اسموقعہ پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے - اسی لئے قرآن میں تقویٰ اللہ پر زور دیا گیا ہے - اور بار بار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۸ - مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

ترکی خلافت اور مولوی محمدؐ علی صاحب

(۲)

جماعت احمدیہ میں اختلاف کی بنیاد مولوی محمدؐ علی صاحب نے ڈالی

مولوی محمد علی صاحب کے نام کے ساتھ لفظ قادیانی لکھے جانے کی نہایت نامعقول وجہ بتلانے کے بعد پیغام نے ان پر سے یہ الزام دور کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ میں اختلاف اور انشقاق کے بانی نہیں ہیں۔ اور ان کے اس ٹریکٹ "اعلان ضروری" کے متعلق کہ جو جماعت احمدیہ میں فتنہ و فساد کی جڑ ثابت ہوا لکھا ہے کہ:۔

"یہ ایک امر حق تھا۔ جس کا پہنچانا حضرت امیر نے اپنا فرض سمجھا۔ تم اس کو اختلاف کی بنیاد کہو۔ تمہاری مرضی۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ اسی ٹریکٹ نے جماعت کے ایک حصہ کو پیر پرستی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا۔ اور جماعت کی عین موقع پر دستگیری کی۔"

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر مولوی محمد علی صاحب ایسے ہی امر حق کا اعلان کرنیوالے تھے۔ تو انھوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس ٹریکٹ کو تیار کر کے کیوں چھپائے رکھا۔ اور کیوں ان کی زندگی میں اس کے شائع کرنے کی جرأت نہ کی۔ پھر اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے خلیفہ کی بیعت کرنا پیر پرستی کے گڑھے میں گرنا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں خلافت کا انکار کر کے جماعت کے ایک حصہ کو اسی گڑھے میں گرنے سے بچا لیا۔ تو وہ خود کیوں حضرت خلیفہ اول کی بیعت کر کے چھ سال تک اسی گڑھے میں گرے رہے اور حضرت خلیفہ اول کے آخری دم تک اس سے نکلنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس گڑھے میں گرنے سے بچانے کا عین موقع تو وہ تھا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خلافت کی بنیاد پڑی۔ اور حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ ہوئے۔ نہ وہ جبکہ خلافت اول کا دور ختم ہو گیا۔ اور خلافت ثانیہ کا آغاز ہوا۔ پس اس عین موقع پر مولوی محمد علی صاحب کیوں سوئے رہے۔ اور کیوں انہوں نے بلا چون و چرا حضرت خلیفہ اول کی بیعت کر لی۔ اس کے متعلق ہم باصرار دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود کے دوسرے خلیفہ کو ماننا پیر پرستی کے گڑھے میں گرنا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ خلیفہ اول کو ماننا پیر پرستی نہ ہو۔ کیا پیغام اس کا کوئی معقول جواب دے سکتا ہے۔ اب تم لوگ حضرت مسیح موعود کے خلیفہ کو ماننا خواہ پیر پرستی کہو یا کچھ اور۔ لیکن کیا اس میں کوئی شک ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمہیں خلیفہ اول کی بیعت کرا کے اور چھ سال اس حالت میں رکھ کے دکھا دیا ہے کہ اس کے خلاف تمہارا آواز اٹھانا سوائے سرکشی اور طغیانی کے اور کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

باقی رہا پیغام کا مولوی محمد علی صاحب کے بانی اختلاف ہونے کی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ لکھنا کہ

"قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جب کوئی مرد خدا امر حق لیکر کھڑا ہوتا ہے۔ دنیا کے لوگ اس کی نسبت یہی کہا کرتے ہیں کہ یہ اختلاف ڈالتا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود کی نسبت لوگ نہیں کہتے تھے۔ کہ آپ نے دعویٰ کر کے مسلمانوں کے اندر اختلاف ڈال دیا ہے۔ پس تمہارا یہ کہنا کہ مولوی محمد علی صاحب نے ٹریکٹ لکھ کر جماعت میں اختلاف ڈالا تمہارے حق و حقیقت سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے۔"

اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ قاعدہ کی بات۔ تو ٹھیک ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہو سکتی۔ ایک ایسا انسان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور اس کی وحی سے مشرف ہو کر دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اتفاق اور یک جہتی کو توڑ کر اختلاف ڈالتا ہے۔ بیشک جہالت اور نادانی ہے۔ کیونکہ اس کے آنے سے قبل اتفاق اور اتحاد ہوتا ہی نہیں۔ سب لوگ پراگندہ اور منتشر ہوتے ہیں۔ اور وہی آ کر انکو ایک سلک میں منسلک کرتا ہے۔ لیکن جب ایک مغلوب الغضب اور متلون مزاج آدمی جو مذہبی لحاظ سے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ خدا تعالےٰ کے فرستادہ کی قائم کی ہوئی جماعت کے اتفاق و اتحاد کو توڑتا ہے۔ اور اس کے باندھے ہوئے شیرازہ کو منتشر کرتا ہے۔ تو اس کو بانی اختلاف و انشقاق نہ کہا جائے۔ تو اور کیا کہا جائے۔ پس اگر مولوی محمد علی صاحب کا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا ہوتا۔ تو یہ "قاعدہ کی بات" ان کی تائید میں پیش کی جا سکتی تھی۔ لیکن جبکہ انہیں بڑی جد و جہد کے بعد صرف اس انجمن کی پریزیڈنٹی نصیب ہو سکی ہے۔ جس کا وجود نامسعود انہی کے پیدا کردہ انشقاق اور اختلاف کے باعث ظاہر ہوا ہے۔ تو ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی مثال ان کے لئے کیونکر کار آمد ہو سکتی ہے۔ اندریں حالات ہمارا یہ کہنا کہ مولوی محمد علی نے ٹریکٹ لکھ کر جماعت میں اختلاف ڈالا۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ لیکن اگر باوجود اس توضیح اور تشریح کے جو ہم اوپر کر چکے ہیں ہمارا یہ کہنا "حق و حقیقت سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے۔" تو پھر اس کے ساتھ ہی بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے پیغام کا یہ کہنا کہ:۔

"اختلاف کے اصل بانی جناب میاں صاحب بزرگوار اور ان کی جماعت انصار اللہ کے نوجوان اور ناتجربہ کار ممبر ہیں۔"

کیوں خود ان کے حق و حقیقت سے بے بہرہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ ضد اور عداوۃ

کیوجہ سے یہ لوگ غور و فکر کی طاقت ہی کھو بیٹھے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ جو اصل وہ اپنے لئے قرار دیتے ہیں اسکو ہمارے مقابلہ میں قائم نہیں رہنے دیتے +

حد درجہ کی بے غیرتی

پس اسمیں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجایش نہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ میں تفرقہ ڈالا۔ اور محض اس نیت سے ڈالا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے کسی جانشین کو انہیں خلیفہ نہ ماننا پڑے۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ وہی جو کسی اونچے مقام سے گرنے والے کا ہوا کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور راست باز سمجھنے والے۔ آپ کے مشن کی اشاعت کے لئے جان و مال قربان کرنے والے اور اکناف عالم میں آپکا نام پہنچانے والے انسان کی خلافت کا انکار کر کے سلطان ٹرکی کو اپنا خلیفہ مان لیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) جھوٹا اور کاذب سمجھتا۔ اور اپنے ملک میں احمدیت کا ذکر تک کرنے دینے کا روادار نہیں ہے۔ بلکہ احمدیت کا نام و نشان مٹانے کو اپنی خلافت کا ضروری فرض سمجھتا ہے۔ کیا کسی احمدی کی غیرت اور حمیت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ ایسے شخص کی خلافت کو تو یہ "خلافت موعودہ منصوصہ" قرار دے۔ اور قرآن کریم کی آیت استخلاف کے ماتحت اسے خلیفہ یقین کرے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے ایسے جانشین کو جس کے متعلق خدا تعالیٰ کی بڑی بڑی بشارتیں موجود ہیں۔ اور جس کی نسبت حضرت مسیح موعود کی دعائیں پائی جاتی ہیں۔ اس کی کوئی ہستی اور حقیقت ہی نہ سمجھی جائے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن ذرا حق و حقیقت سے بہرہ ور ہونے کا ادعا کرنے والوں کے اخبار پیغام کو دیکھئے۔ وہ کیا کہتا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"میاں صاحب کی خلافت واقعی اس قابل ہے کہ اسکو نہ مانا جائے۔ اور تم جو گلا پھاڑ پھاڑ کے میاں صاحب کو خلیفہ خلیفہ پکارتے ہو۔ کیا اسپر تمہارے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے۔ کیا کوئی صحیح حدیث اس کی تائید میں پیش کر سکتے ہو۔ پس یہ خلافت جس کا تم ڈھنڈورا پیٹ رہے ہو۔ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتی۔ ہاں سلطان ٹرکی کی جس قسم کی خلافت کا اقرار حضرت امیر ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔ وہ بالکل بجا اور درست ہے۔ ترک بوجہ اس سلطنت پر قابض ہونے کے جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قابض اور متصرف تھے۔ ضرور حقدار خلافت ہیں"

خلافت مسیح موعود کے متعلق قرآنی دلائل کا مطالبہ اور اُس کا جواب

ان سطور میں حضرت مسیح موعود کے خلیفہ کے متعلق تو یہ کہا گیا ہے۔ کہ اس کی خلافت کچھ ہستی اور حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ اور اس کے متعلق ہم سے کوئی قرآنی دلیل اور صحیح حدیث طلب کی گئی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں سلطان ٹرکی کی خلافت کو "بالکل بجا اور درست" قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کی تائید میں دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ "ترک بوجہ اس سلطنت پر قابض ہونے کے جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قابض اور متصرف تھے۔ ضرور حقدار خلافت ہیں" حضرت مسیح موعود کے خلیفہ ثانی کی خلافت کے متعلق تو ہم بحث کو کوتاہ اور راستہ کو مختصر کرنے کے لئے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس کی تائید میں وہی قرآنی دلائل اور صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ جن کو دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے حضرت خلیفہ اول کی بیعت کی تھی۔ پس جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کے بعد ایک خلیفہ کی خلافت کو قرآن اور حدیث کے رُو سے بالکل بجا اور درست پا کر تسلیم کیا تھا۔ ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ دوسرے خلیفہ کے متعلق ہم سے اس امر کا مطالبہ کریں۔ آپ مہربانی کر کے مولوی محمد علی صاحب ہی بتا دیں۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفہ اول کی خلافت کو قرآن کریم کی کونسی دلیل اور کونسی صحیح حدیث کے رُو سے تسلیم کیا تھا۔ ہم اسی کا مصداق حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو ثابت کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے ہر وقت تیار ہیں۔ کیا ہم اُمید رکھیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اس کے لئے تیار ہونگے۔

خلافت ٹرکی کے متعلق قرآنی دلائل کا مطالبہ

حضرت مسیح موعود کے خلیفہ ثانی کی خلافت کے متعلق فیصلہ کی یہ آسان صورت پیش کرنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور پیغام سے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ لوگ جو بار بار خلافت ٹرکی کو بجا اور درست قرار دیتے ہوئے یہ دُر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ ترک بوجہ مقامات مقدسہ پر قابض اور متصرف ہونے کے خلافت کے مستحق ہیں۔ یہ کونسی قرآنی دلیل یا صحیح حدیث کے ماتحت ہے۔ اور کس آیت یا حدیث سے یہ استنباط کیا گیا ہے۔ اگر ہم سے حضرت مسیح موعود کی خلافت کے متعلق کسی قرآنی دلیل اور صحیح حدیث کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ تو خود بھی اپنی بات کی تائید میں کوئی قرآنی دلیل پیش کرنی چاہیئے تھی۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اپنے آپ کو ایسے اعلیٰ اور ارفع مقام پر سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ جو کچھ ان کے مُنہ سے نکل جائے۔ خواہ اس کی صداقت کی کوئی دلیل ان کے پاس ہو یا نہ ہو۔ اسے فوراً تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اگر اپنی ذات والا صفات کے متعلق ان کا یہ گمان ہے۔ تو وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ بہتر ہو کہ اس کی بہت جلدی اصلاح کریں۔ اور جو کچھ کہیں ثبوت اور دلیل کے ساتھ کہیں۔ پس ہم بہت ہی ممنون ہونگے اگر مولوی صاحب ہمیں یہ بتائیں گے۔ کہ وہ کونسی نص قرآنی ہے۔ جس کے ماتحت مقامات مقدسہ پر متصرف ہونے کے باعث سلطان ٹرکی خلیفۃ المومنین کہلا سکتا ہے۔ اور اس کی تائید میں کونسی قرآنی دلیل یا صحیح حدیث ہے کہ:۔

"دوسری قسم کی خلافت جس سے مراد اماکن مقدسہ کی بادشاہت ہے۔ وہ اسوقت ترکوں کے اندر ہے"

اماکن مقدسہ کی بادشاہت اور خلافت

اوّل تو اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے اسوقت تک کوئی نص قرآنی پیش نہیں کی۔ اور نہ وہ کر سکتے ہیں دوسرے اگر ترکی خلافت کا سارا دار و مدار اماکن مقدسہ کی بادشاہت

پڑی ہے۔ جیسا کہ پیغام نے لکھا ہے کہ

"ترکوں کی خلافت سے تو محض اماکن مقدسہ کی بادشاہت مراد ہے"

تو اس کا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کیونکہ تمام کے تمام مقامات مقدسہ ترکوں کی بادشاہت سے نکل چکے ہیں اور وہ اسوقت ایک اور سلطان کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔ پس اگر خلافت سے مراد محض اماکن مقدسہ کی بادشاہت ہے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کو سلطان ٹرکی کی بجائے شریف مکہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرنا چاہیئے۔ جس کی اس وقت اماکن مقدسہ پر بادشاہت ہے۔ ممکن ہے اس کے متعلق کہا جائے۔ کہ شریف مکہ نے تو ابتک ابھی تا حال خلافت کا دعوے نہیں کیا۔ پھر اسے خلیفہ کیونکر مان لیا جائے اگرچہ مولوی صاحب کے اصل کے مطابق خلافت کے لئے دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ محض اماکن مقدسہ کی بادشاہت کی ضرورت ہے۔ جو شریف مکہ کے پاس موجود ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں۔ کیا سلطان ٹرکی محض اس قسم کی خلافت کا مدعی ہے۔ جس قسم کی خلافت مولوی محمد علی صاحب اسے تفویض کر رہے ہیں۔ اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا روحانی خلیفہ قرار دیتا ہے۔ اور مسلمان بھی اس کو ایسا ہی خلیفہ سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں تو پھر مولوی محمد علی صاحب کو کیا حق ہے۔ کہ سلطان ٹرکی کے اس دعوے کا تو انکار کریں۔ اور کہیں کہ:۔

"ترکوں کی خلافت روحانی نہیں۔ وہ محض بادشاہت کے رنگ کی خلافت ہے۔ اور روحانی خلافت سے اس کا کچھ واسطہ نہیں" (پیغام ۲۵۔ جنوری ۲۰ء)

اور خود تراشیدہ خلافت سلطان ٹرکی کی طرف منسوب کر کے اسے اپنا خلیفہ تسلیم کریں *

مولوی محمد علی صاحب کی بوالعجبی

پھر اگر مولوی محمد علی صاحب سلطان ٹرکی کو سیاسی خلیفہ مانکر اس کے سیاسی احکام کو اپنے لئے واجب الاطاعت قرار دیتے۔ ملکی معاملات میں سلطان ٹرکی کے ساتھ اپنے تعلقات رکھتے۔ تو بھی ایک بات تھی۔ لیکن یہ کیا بوالعجبی ہے۔ کہ ایک طرف تو سلطان ٹرکی کی خلافت کو "خلافت منصوصہ موعودہ" قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس کے نہ ماننے والے کو فاسق ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے ساتھ سیاسی تعلقات رکھنے اور اس کے احکام کو ماننے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور اسی پر بس نہیں کی جاتی۔ بلکہ جس قسم کی خلافت اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اس کے قیام اور حفاظت کے لئے بھی نہ صرف کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس کو خطرہ اور مصیبت کے بھنور میں گھرا ہوا دیکھ کر صاف طور پر کہدیا جاتا ہے کہ:۔

"ہمارا فرض محض اتنا ہے۔ کہ ہم ایک امر حق کو گورنمنٹ کے سامنے کھول کر پیش کریں لیکن اس کے بعد شورش بپا کرنا یہ ہمارا کام نہیں ہے کیونکہ ہمارا اصلی کام اشاعت اسلام ہے۔ اور یہ مناسب نہیں ہے"

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر خلافت ٹرکی ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اگر خلافت ٹرکی "منصوصہ موعودہ ہے" اگر خلافت ٹرکی قرآن کریم کی آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ تو پھر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا صرف اتنا ہی کیوں فرض ہے۔ کہ صرف زبان سے کہدیں۔ کہ سلطان ٹرکی خلیفہ ہے۔ کیوں اس کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے جانی اور مالی طور پر کوشش نہ کریں۔ کیا ان کے نزدیک سلطان ٹرکی کی خلافت اگر مٹ گئی۔ تو اشاعت اسلام کے کام میں اس سے کوئی فائدہ نہ پہونچیگا۔ اگر یہ بات ہے۔ تو ایسی خلافت کا ہونا نہ ہونا ماننا نہ ماننا مساوی ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب تو سلطان ٹرکی کی خلافت کو آیت استخلاف کے ماتحت قرار دے کر یہ لکھ چکے ہیں:۔ کہ

"آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ خلافت قائم کرے گا۔ جس سے دین اسلام کو استحکام۔ تمکین اور پائداری حاصل ہوگی"

پس جبکہ سلطان ٹرکی کی خلافت کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اسلام کا استحکام۔ تمکین اور پائداری وابستہ ہے۔ تو پھر کیوں ان کا سب سے بڑا اور پہلا فرض یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اسے بچائیں اور اپنی جان و مال اور سب کچھ کو اسی طرف لگا دیں۔ کیونکہ ان کے اصل کے مطابق اس سے بڑھ کر اسلام کی کوئی خدمت ہو ہی نہیں سکتی۔ کیا مولوی محمد علی صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے اسپر غور فرمائینگے *

حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے مولوی محمد علی صاحب کی روگردانی

پیغام نے ہمارے یہ لکھنے پر کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے روگردانی کر کے سلطان ٹرکی کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا ہے۔ خاص طور پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے اپنے متعلق ہم سے پوچھا ہے کہ:۔

"کیا ہم سلطان ٹرکی کو اسی قسم کا خلیفہ مانتے ہیں جس قسم کا خلیفہ آپ میاں صاحب کے ماننے پر مجبور کرتے ہیں"

اس کا جواب ہماری طرف سے صاف ہے۔ کہ ہم کب کہتے ہیں تم لوگ سلطان ٹرکی کو اسی قسم کا خلیفہ مانتے ہو۔ جس قسم کے خلیفہ مسیح موعود کے خلیفہ ثانی ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ تم کو حضرت مسیح موعود کے خلیفہ کا انکار کر کے ایک ایسے شخص کو اپنا مذہبی خلیفہ ماننا پڑا۔ جو حضرت مسیح موعود کو جھوٹا اور مکذب جاننے والا اور آپکے سلسلہ کا سخت دشمن ہے۔ پھر اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ یہاں تک کہدیا کہ جو اس کی خلافت کو تسلیم نہ کرے وہ فاسق ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ حضرت مسیح موعود جنہوں نے اپنی ساری عمر میں کبھی ایک دفعہ بھی سلطان ٹرکی کو آیت استخلاف کے ماتحت مذہبی خلیفہ تسلیم نہیں کیا۔ ان پر کتنی بڑی زد پڑتی ہے اب آپ ہی بتائیں۔ کہ کیا کوئی احمدی ایسی جرأت کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اگر ہم نے یہ لکھ دیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی حضرت مسیح موعود کو چھوڑ کر کسی اور طرف جا رہے ہیں۔ تو کیا غلطی کی ہے۔ کیا آیت استخلاف کے معنے اور مطلب حضرت مسیح موعود نہ جانتے تھے۔ جانتے تھے۔ اور ہمارا تو ایمان ہے۔ اور ہر ایک احمدی کا ہونا چاہیئے۔ کہ اس زمانہ میں آپ سے زیادہ کوئی نہ جانتا تھا۔ لیکن آپنے

کبھی خلافت ٹرکی کو "خلافت منصوصہ موعودہ" نہ فرمایا۔ اور نہ اس کا انکار کرنے والوں کو فاسق ٹھہرایا۔ بلکہ خاص طور پر سلطان ٹرکی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ:۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا۔ وہ کاٹا جائیگا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ"

پھر آج مولوی محمد علی صاحب خلافت ٹرکی کے متعلق جو دُر افشانی کر رہے ہیں۔ اور اسے خلافت منصوصہ موعودہ قرار دے رہے ہیں۔ اسے ہم کیونکر درست سمجھ لیں۔ اور کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے ساتھ مطابقت دے سکیں۔

لنڈن میں تعمیر بیت اللہ کے خلاف آواز اٹھانیوالا

۱۵- فروری کے روزانہ اخبار وکیل میں "لنڈن میں خدا کا گھر" کے عنوان سے جو نوٹ شایع ہوا تھا۔ اس میں خواہش کی گئی تھی کہ:۔

"کاش! یہ مسجد تمام مسلمانوں کی متفقہ کوشش سے بنتی۔ اور کم از کم خانہ خدا کی تعمیر میں تو فرقہ آرائیوں کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا"

اس کے متعلق ہم نے لکھا تھا کہ:۔

"جبکہ یہاں ہماری جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ کہ ان کو مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکا جاتا ہے۔ عدالتوں کے ذریعہ نماز پڑھنے سے بند کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو انہی لوگوں سے ہمیں کیونکر امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ ملکر ولایت میں مسجد کی تعمیر میں حصہ لینگے"

امید ہے۔ ہمارے ان الفاظ کی صداقت ہمعصر وکیل کو ۲۴- فروری کا مقامی اخبار اہلسنت پڑھ کر واضح ہو گئی ہوگی۔ جس نے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ احمدی لنڈن میں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ:۔

"ہمعصر وکیل ۱۵- فروری ۱۹۲۰ء نے ان کی تائید کی ہے۔ کہ ان کو چندہ دینا چاہیئے۔ ہمارے خیال میں مرزائیوں کو چندہ دینا ہرگز نہ چاہیئے کیونکہ یہ مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے"

اور پھر لکھا ہے:۔

"ایسی مسجد میں شرعاً نماز پڑھنی ممنوع ہے"

اور اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔

"میرے خیال میں اگر کوئی متنفس آپ کو تعمیر مسجد یا تصنیف کتاب یا اشاعت اسلام کی غرض سے چندہ دیگا۔ وہ سخت گنہگار ہوگا"

کیا وہ لوگ جن کے ایسے خیالات ہوں۔ ان سے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ کسی نیک کام میں ہمارے ساتھ مل سکتے ہیں۔ اور اصل بات تو وہی ہے۔ جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ:۔

"عام مسلمانوں کی حالت جس قدر گر چکی ہے اور گرتی جا رہی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انھوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ اور جب وہ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں تو خدا تعالےٰ نے نیک کاموں کے کرنے اور ان میں حصہ لینے کی توفیق بھی ان سے چھین لی ہے۔ اس صورت میں ہمیں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے"

باقی رہا یہ کہ مسجد احمدیہ لنڈن اخبار اہل سنت کے نزدیک مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے۔ اگر ایڈیٹر اہل سنت کو دین اسلام کا ذرا بھی پاس ہوتا۔ تو کبھی اس کے منہ سے ایسے ناپاک الفاظ نہ نکلتے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ مسجد ضرار وہ مسجد تھی۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے مقابلہ میں بنائی گئی تھی۔ لیکن مسجد احمدیہ لنڈن ایک ایسی جگہ بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ جہاں ایک بھی مسجد نہیں ہے۔ اور اس کے بنانے کی غرض یہ ہے کہ تثلیث کے بہت بڑے مرکز میں اس مسجد کے ذریعہ توحید کا وعظ ہو۔ اور خدائے واحد کی عبادت اور محمد عربی اور ان کے بروز کے ناموں کی تبلیغ کی جائے۔ لیکن یہ سعادت سوائے اس جماعت کے جس نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کو قبول کیا ہے اور کسی کے حصہ میں نہیں آسکتی۔ بیچارہ اہل سنت خواہ مخواہ تململا رہا ہے۔ کس نے اس سے چندہ کی درخواست کی ہے۔ اور کون اس متبرک کام میں شامل کرنا چاہتا ہے۔

ترکوں کو قسطنطنیہ سے نکالنے کے متعلق ایجی ٹیشن

کانفرنس صلح نے قسطنطنیہ کے متعلق جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ترکوں کے پاس ہی رہے۔ اس کے خلاف انگلستان میں بڑے زور کے ساتھ ایجی ٹیشن ہو رہی ہے۔ کہ لارڈ رابرٹ سیسل ایک میموریل مرتب کر رہے ہیں۔ جس میں لکھا جائیگا کہ:۔

ترکوں کو قسطنطنیہ میں رہنے کی اجازت نہ دی جائے اس عرضداشت پر بکثرت دستخط ہو رہے ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بہت سے مقتدر اصحاب اس تحریک میں شامل ہونگے۔ اسی اثنا میں ترکوں کو قسطنطنیہ میں رہنے دینے کی مخالفت میں متعدد جلسے لنڈن اور صوبجات میں ہونیوالے ہیں۔ جنمیں تمام پارٹیوں کے ممتاز اصحاب تقریریں کرینگے۔ لارڈ برائس نے بیان کیا۔ کہ ان کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر سلطان کو قسطنطنیہ سے نکال دیا جائے تو ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات پر اس کا ایسا اثر نہیں پڑے گا۔ جس سے کسی اندیشے کا احتمال ہو۔ وہ ترکوں کے قسطنطنیہ میں رہنے کے سخت مخالف ہیں اس بارہ میں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ قسطنطنیہ سے ترک آبادی کے نکالنے کا کوئی سوال درپیش نہیں ہے۔ بلکہ صرف ترک گورنمنٹ کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے سر سیموئیل ہور نے بیان کیا کہ ایشیاء کوچک میں ترکوں کی ایک سلطنت قائم ہونی چاہیئے جس کا پایہ تخت بروصہ میں ہو۔ ورنہ گورنمنٹ کو قسطنطنیہ میں رہنے دینے کے یہ معنے ہونگے کہ گویا نوجوان ترک پارٹی کے آگے ہم نے ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ جو ہمارے دشمن ہیں۔

بعض حلقوں میں اس مسئلہ کو طے شدہ خیال کیا جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اب مخالفت بیسود ہوگی۔ ایک اور عرضداشت پر پارلیمنٹ کے ممبروں کے دستخط کرائے جا رہے ہیں اس پر ۲۰۰ ممبران پارلیمنٹ کے دستخط ہو چکے ہیں یہ درخواست مسٹر لائڈ جارج کی خدمت میں پیش ہوگی۔ یہ عرضداشت ترکوں کے حق میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جمعہ

اشاعت دین ہر ایک مومن کا فرض ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

بمقام احمدیہ ہوسٹل لاہور

فرمودہ ۲۰ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

نماز جمعہ کی غرض روحانی فوائد اور روحانی منافع کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک یہ بھی مقرر فرمائی ہے۔ کہ اس کے بندے ایک خاص حلقہ کے اندر جمع ہوکر

دین کی ضروریات

اور تقوی و طہارت حاصل کرنے کی ہدایات سنیں۔ دوسری نمازیں صرف عبادت کا رنگ رکھتی ہیں۔ لیکن جمعہ کی نماز عبادت کے علاوہ ذکر کا رنگ بھی رکھتی ہے۔ پھر باقی نمازوں میں اگر ذکر الٰہی کا دخل ہے تو خفا کے رنگ میں ہے لیکن جمعہ کی نماز میں ذکر الٰہی بالجہر ہے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید وعظ کے رنگ میں رکھی گئی ہے پس دوسری نمازیں اگر انسان کے اپنے نفس سے تعلق رکھتی ہیں۔ تو جمعہ کی نماز اس رشتہ اور تعلق کو مضبوط کرتی ہے جو بنی نوع انسان کا آپس میں خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور نماز جمعہ کو دوسری نمازوں پر یہ فضیلت ہے کہ نماز جمعہ مومنوں کے لئے تقوی و طہارت کے زیادہ کرنے کے علاوہ آپس کی محبت اور پیار کے ازدیاد کا موجب ہوتی ہے۔ مگر بہت لوگ جو نماز پڑھتے ہیں۔ وہ بھی اور جو پڑھاتے ہیں وہ بھی اس

حکمت سے غافل

ہوتے ہیں۔ دیکھئے جمعہ کی نماز میں خدا تعالیٰ نے اپنی خاص عبادت سے دو رکعتیں قائم کردی ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق جو دوسرے دنوں میں چار رکعت ادا کرنا فرض ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلانے کے لئے کم کردیا ہے۔ کہ بہت سی نیکیاں اذکار کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہیں۔ شریعت کے بہت سے احکام ایسے ہوتے ہیں۔ جن سے عام طور پر لوگ غافل ہوتے ہیں۔ اور غفلت کی وجہ سے ان کے پورا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ ان کو سمجھانے اور یہ بتانے کے لئے کہ ان کو پھیلانے کی کوشش کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جمعہ کے دن اپنی عبادت کو نصف کردیا ہے۔ اس دو رکعت کے کم کرنے سے کتنا وقت بچتا ہے۔ اور کتنا وقت خطبہ پڑھنے کے لئے مل جاتا ہے وہ بہت قلیل ہے۔ لیکن یہاں اس کا سوال نہیں۔ بلکہ اس سے اصل میں یہ سبق دینا مقصود ہے۔ کہ اے انسان تیری تعلیم اور تربیت اس قدر ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جمعہ کے دن اپنی عبادت میں سے نصف تجھے معاف کردی ہے۔ کہ جا اور جاکر اس وقت میں بھی تعلیم حاصل کر۔ وقت کے لحاظ سے عبادت کو نصف کردینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ سبق دیا گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک

انسانی تعلیم و تربیت

کی اس قدر اہمیت ہے۔ کہ اس نے اپنی عبادت میں سے نصف کو اس کے لئے معاف کردیا ہے۔ تو جمعہ کے دن یہ بہت بڑا سبق دیا گیا ہے۔ کہ تعلیم دین اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے صرف اپنے اندر کی کوشش کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لئے باہر سے بھی بہت کچھ سننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت دفعہ انسان ایک بات سنتا ہے۔ مگر اس کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا لیکن کسی دن وہی بات جو دل پر پڑتی اور پھٹ کر گرتی تھی۔ اور وہی آواز جو کان میں گونجتی تھی۔ مگر اندر داخل نہ ہوتی تھی۔ وہی آواز دل کے اندر داخل ہوکر اسے نرم کرکے پگلا دیتی ہے۔ اور اندرونی آلائشوں مثلاً بغض۔ حسد۔ عناد اور کینہ کو دور کردیتی ہے۔ اور دل کو ایسا جلا کردیتی ہے۔ جیسے پیتل کا برتن پالش کیا ہوا۔ بلکہ اس کی صفائی کو آئینہ کی صفائی سے مشابہت دی جاسکتی ہے۔ کہ وہ صرف آپ ہی صاف نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کی کیفیت اور حالت کے دکھلانے کا بھی ذریعہ ہوجاتا ہے دوسروں کی غلطی اور خوبی کو بتا دیتا ہے۔ تو دوسروں سے دین کی باتیں سنتے رہنا اور دوسروں کے علم سے فائدہ اٹھانا نہایت ضروری چیز ہے۔ دوسری نمازوں میں انسان کا اپنا نفس مخاطب ہوتا ہے۔ مگر جمعہ کے دن ایک دوسرا آدمی اسے وعظ سناتا ہے۔ اور انسان کے اخلاق میں سے

ایک خلق

یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اندر دوسروں سے وعظ سننے کی قابلیت اور اہلیت رکھتا ہو۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے نفس کا وعظ تو سن سکتے ہیں۔ لیکن دوسروں کا نہیں سن سکتے۔ دوسرا اگر ذرا سی بات کہے۔ تو اس سے لڑنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کا کیا حق ہے۔ کہ ہمیں نصیحت کرے۔ لیکن اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر ایک سچی اور اچھی بات تمہارے اندر سے تمہیں معلوم ہوسکے۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں ہے۔ کہ ایک دفعہ جو سچی بات تم نے سنی ہو۔ پھر اسے نہ سنو۔ ممکن ہے ایک دفعہ کسی سے تم نے نئی بات سنی ہو۔ لیکن اسے بھلا دیا ہو۔ یا یاد تو ہو۔ لیکن تم نے اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے اس سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ پس ہر ایک انسان کے لئے اپنے اندر قابلیت پیدا کرنا ضروری ہے کہ وہ نیک بات دوسروں کے منہ سے سنے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنے

نفس کی قربانی

کرسکے۔ پس ایک ایسا شخص جو اور دنوں میں کبھی دوسرے کے منہ سے وعظ و نصیحت نہیں سنتا یا نہیں سننا چاہتا ہے۔ وہ مجبور ہے۔ کہ جمعہ کے دن دوسرے

کے مُنہ سے نصیحت کی باتیں سُننے اور سیکھے۔ تو جمعہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ عادت ڈلوائی ہے اور اپنے ماموروں کے زمانہ کے لئے تیار کیا ہے۔ اگر یہ سبق نہ دیا جاتا۔ تو دوسرے لوگوں کی طرح مسلمان بھی خدا تعالیٰ کے کسی خاص مامور کی باتیں نہ سُنتے۔ مگر باوجود اس کے کہ عام طور پر مسلمان دین سے دُور ہو چکے ہیں۔ پھر بھی اَوروں کی نسبت بہت زیادہ سُنتے ہیں۔ مگر یہاں دوسروں کی نسبت سننے کا سوال نہیں۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ جب مسلمانوں کو جمعہ کے دن یہ سبق دیا گیا تھا۔ تو انہوں نے کیوں اسے بھلا دیا۔ اور وہ کیوں

دوسرے سے نصیحت

کی باتیں سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ سورہ جمعہ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا تھا۔ کہ اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ تمہیں اس بات کے لئے تیار کیا جائے۔ کہ آئندہ بھی ایک آواز آنے والی ہے۔ اس کو سنو۔ اور تم میں یہ عادت ڈالی جاتی ہے۔ کہ دوسرے کے منہ سے آواز سُن سکو۔ اور اس کا انکار نہ کرو۔ جب تم جمعہ کے دن ایک امام مقرر کر کے اس کی باتیں سنتے ہو۔ خواہ وہ تمہارے نفس کے خلاف ہی ہے۔ تو پھر جو شخص ہماری طرف سے آکر تمہیں کچھ سنائے۔ اس کی باتوں کا انکار کیونکر کر سکتے ہو۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ تم جمعہ کے دن خود ایک ایسے شخص کو جو تم سے بعض دفعہ تقوٰی میں طہارت میں علم میں کم ہوتا ہے۔ سنتے ہو۔ اور اس کی باتوں کو خوشی سے برداشت کرتے ہو۔ مگر جو میری طرف سے آتا ہے اس کی باتیں نہیں سُنتے۔ گویا تم نے خدا کو بندوں سے بھی ذلیل سمجھ لیا ہے۔ کہ بندوں کے مقرر کردہ امام کی باتیں تو سنتے ہو۔ مگر خدا کے مقرر کردہ انسان کی باتیں نہیں سُنتے۔ تو جمعہ کے اندر یہ سبق دیا گیا ہے کہ اپنے

نفس کی اصلاح

کے لئے دوسرے کی باتیں سننے کی عادت ڈالنی چاہیئے کیونکہ اگر یہ نہ ہو۔ تو بہت دفعہ انسان کو اپنے متعلق دھوکہ لگ جاتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان کو خود اپنے نفس کی کمزوری نظر نہیں آتی۔ لیکن دوسرے کو نظر آ جاتی ہے۔ اور وہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلا دیتا ہے۔ اس بات کو اگر مسلمان مضبوطی کے ساتھ پکڑتے اور اس پر کاربند ہوتے۔ تو ان میں کبھی تفرقہ نہ پڑتا۔ مگر بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر انہیں کوئی دوسرا نصیحت کرے۔ تو اس سے لڑنے لگ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح ہم اپنی عزت اور شان ظاہر کر رہے ہیں۔ حالانکہ اگر کوئی نجاست کھا رہا ہو۔ اور دوسرا اسے منع کرے۔ تو وہ کہے تجھے کیا میں ضرور کھاؤں گا۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جائیگا۔ کہ وہ بڑا بہادر اور بڑی عزت والا انسان ہے۔ یا یہ کہ وہ حد درجہ کا جاہل اور نادان ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو نیکی کے متعلق نصیحت کرتا ہے۔ اس سے لڑنا اور اُسے سخت و سُست کہنا کوئی عزت کی بات نہیں۔ بلکہ جہالت اور نادانی کا فعل ہے۔ کیونکہ جب تک اُسے برائی کا علم نہ تھا۔ اس وقت تک اس کا اس میں مبتلا رہنا اور بات تھی۔ لیکن علم ہونے اور منع کرنے کے بعد بھی اس پر قائم رہنا اور منع کرنے والے سے لڑنا اس کی سخت نادانی اور جہالت کو ثابت کرتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے جس طرح آپس میں اتحاد قائم رکھنے اور محبت بڑھانے کے لئے جمعہ میں بڑا سبق رکھا اسی طرح تبلیغ کی طرف بھی خاص طور پر متوجہ کیا ہے۔ اور اپنے دین کی تبلیغ اور تذکیر کے لئے اپنی عبادت کو چھوڑ دیا ہے۔ نادان

ہم پر اعتراض

کیا کرتے ہیں کہ جلسوں پر کیوں نمازیں جمع کر لیتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ جمع کرنا کیسا۔ خدا تعالیٰ نے تو اجتماع کے دن دو رکعتیں ہی اُڑا دی ہیں۔ پھر جلسوں کے ذریعہ ذکر الٰہی اور دین الٰہی کا پھیلانا کیا ایسی نکمی چیز ہے کہ بارش ہو تو نماز جمع کر لی جائے۔ کہیں جانا ہو۔ تو جمع کر لی جائے لیکن اس کے لئے نہ کیجائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نام کی اشاعت ایسی ہی معمولی چیز ہے۔ کہ اس کے لئے نمازیں جمع نہیں کرنی چاہئیں۔ تو پھر یہ کیا ہے۔ کہ ہفتہ میں ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنی آدھی عبادت ہی اُڑا دی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو پھیلانا اور اس کے دین کی اشاعت کرنا بہت بڑے اہم امور میں سے ہے۔ پس جمعہ میں جہاں ان لوگوں کے لئے سبق ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی تحقیر کرتے ہیں کہ وہ اس کی اہمیت سمجھیں۔ وہاں ہمارے لئے بھی یہ سبق رکھا گیا ہے کہ ذکر الٰہی کوئی معمولی چیز نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دیا ہے۔ اور اس طرح بتایا ہے۔ کہ جب میں نے تذکیر اور وعظ کے لئے اپنی عبادت آدھی کر دی ہے۔ تو پھر تم اس کے لئے کیوں قربانی نہیں کرتے مگر بہت لوگ ایسے ہیں۔ کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ

تم کیا اشاعت دین کرتے ہو

تو کہتے ہیں ہمیں اپنے کاموں سے ہی فرصت نہیں ہوتی تبلیغ کیا کریں۔ میں کہتا ہوں۔ کاموں سے فرصت تو ان لوگوں کو بھی نہیں۔ جنہوں نے مسیح موعود کو رد کیا ہے پھر تم کو ان پر کیا فضیلت ہوئی۔ اور تم میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ رہا تبلیغ کے لئے چندہ دینا۔ میں مانتا ہوں۔ کہ بیشک ہماری جماعت ایک باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتی ہے۔ اور کوئی جماعت نہیں دیتی۔ مگر پھر بھی اور قوموں میں ایسے لوگ ہیں تو سہی۔ جو چندہ دیتے ہیں۔ خواہ ان میں سے سو پچاس میں سے ایک ہی دے۔ لیکن چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس لئے چندہ دینے والے تعداد کے لحاظ سے ان میں زیادہ ہیں۔ پس چندہ دینے کے لحاظ سے وہ ہمارے ساتھ تو مساوی ہیں۔ کیونکہ ان میں بھی ایسے لوگ ہیں جو دیتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ اپنے اوقات کی خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بلکہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر خدا کے دین کے لئے روپیہ دیدیا۔ تو پھر ضروری نہیں ہے کہ وقت بھی دیں۔ اتنا ہی کافی ہے۔ کہ کبھی کسی مولوی کو بلا کر وعظ کرا دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کئی مولوی جن پر قرض ہو جاتا ہے۔ وہ بمبئی وغیرہ مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ اور وعظ کر کے روپیہ جمع کر لاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ دینے والے تو ان میں بھی ہیں۔ ہاں اگر کوئی فرق ہے

تو یہی کہ وہ چندہ دے کر اس کے ساتھ یہ شرط لگاتے ہیں کہ ہم روپیہ تو دیدینگے۔ لیکن اپنا وقت نہیں دینگے۔ مگر سچے مذہب کے پیرو اس قسم کی شرطیں نہیں لگایا کرتے۔

مؤمن کی علامت

خدا تعالیٰ نے یہ بتائی ہے۔ لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون۔ کہ جو چیز سب سے قیمتی سمجھے۔ اسے خدا کی راہ میں قربان کرے۔ اگر کوئی روپیہ تو دے سکتا ہے۔ لیکن وقت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو اس سے وقت کا ہی مطالبہ کیا جاتا ہے یا اگر امیر آدمی ہے۔ اسکو غرباء سے مل کر بیٹھنا دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ تو اس سے خدا تعالیٰ یہی قربانی چاہتا ہے۔ غرضیکہ جو چیز کسی کو قیمتی معلوم ہو۔ وہی خدا تعالیٰ اپنے رستہ میں قربان کرنے کے لئے کہتا ہے۔ اور مؤمن وہی ہوتا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ پس اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ نے جمعہ میں بہت بڑا سبق رکھا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ جب خدا نے اپنی عبادت کا آدھا وقت کم کر دیا ہے۔ تو تم کیوں اپنا وقت اس کام میں خرچ نہیں کرتے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بہت لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے آج یہاں باہر سے بھی جماعتیں آئی ہوئی ہیں۔ وہ بھی میری مخاطب ہیں۔ لیکن خصوصاً

لاہور کی جماعت سے خطاب

ہے۔ وہ بتائے۔ کہ اس کے کتنے آدمی ہیں۔ جو تبلیغ دین کے لئے اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ اور ہر سال کتنے آدمی ان کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت لوگ اس خیال سے کہ ہمیں وسیع الاخلاق سمجھا جائے۔ ان لوگوں کو جن سے وہ ملتے ہیں۔ تبلیغ نہیں کرتے۔ تاکہ ان کے متعلق ان سے ملنے والے کہیں کہ انہیں ہم سے ملتے دو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن کبھی انہوں نے اپنے سلسلہ کا نام تک نہیں لیا اور کبھی تبلیغ نہیں کی۔ گویا وہ خدا اور رسول کو اس لئے قربان کرتے ہیں کہ انہیں وسیع الخیال کہا جائے۔ پھر کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے اوقات کے متعلق خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے اشاعت دین میں لگایا۔ تو ہماری تجارت یا پیشہ کے کاروبار میں نقصان ہوگا۔ گویا وہ دین کی اشاعت کی طرف اسلئے توجہ نہیں کرتے۔ کہ اسوجہ سے انہیں مالی نقصان برداشت کرنا پڑیگا لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ صداقت پر قائم رہنے اور خدا تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنیکے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور وہ غیر احمدیوں کی طرح سمجھتے ہیں کہ

تبلیغ کرنا مولویوں کا کام

ہے۔ ہمارا نہیں کیجب انہیں کہا جائے کہ تم تبلیغ دین کیوں نہیں کرتے تو کہتے ہیں۔ مولوی بھیجو۔ گویا ان کے نزدیک تبلیغ کے ذمہ دار صرف مولوی ہیں۔ اور وہ خود اس سے بری الذمہ ہیں حالانکہ قرآن کریم میں کہیں۔ یاایھا المولویون نہیں آیا کہ اے مولویو! تم یوں کرو۔ بلکہ یاایھا الذین اٰمنوا ہی آیا ہے کہ اے مسلمانو! تم اس طرح کرو۔ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جسمیں صرف علماء کو مخاطب کر کے کہا گیا ہو کہ اے علماء تم یوں کرو۔ بلکہ ہمارے یہی آیا ہے کہ اے مسلمانو! تم یوں کرو۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے سب مسلمانوں کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اور قرآن قیامت کے دن یہ مطالبہ نہیں کریگا۔ کہ مجھے مولویوں نے دنیا میں نہیں پہنچایا۔ بلکہ یہی کریگا۔ کہ مجھے مسلمانوں اور مومنوں نے نہیں پہنچایا اور رسول کریم ؐ بھی یہی فرمائیں گے۔ کہ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجورا (۲۵-۳۲) اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پھینک دیا۔ یہ نہیں فرمائینگے کہ مولویوں نے اسے پھینک دیا۔ پس وہ لوگ جو صرف مولویوں کو تبلیغ کرنے کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ اور جب ان سے پوچھا جائے۔ کہ کسقدر تبلیغ کرتے ہو۔ تو کہتے ہیں

مولوی کچھ نہیں کرتے

ان سے میں پوچھتا ہوں۔ قرآن نے صرف مولویوں کو تبلیغ کرنے کا کہاں ذمہ دار قرار دیا ہے۔ قرآن نے تو ہر ایک مومن کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ مولوی بیچارے جو تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ تعریف کے مستحق ہیں نہ کہ طعن و تشنیع کے کہ سارا بوجھ ان پر ڈالکر کہا جائے وہ کچھ نہیں کرتے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں۔ دو مست شخص تھے۔ جو راستہ پر پڑے رہتے تھے ایک دفعہ جب انکے پاس سے ایک آدمی گذرا۔ تو ایک نے اُسے آواز دیکر بلایا۔ جب وہ پاس آیا تو اسے کہا کہ یہ بیر اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دینا۔ اسپر اسے غصہ آیا کہ خواہ مخواہ اسنے بلا کر میرا حرج کیا ہے۔ اور وہ گالیاں دینے لگا۔ دوسرا جو پاس پڑا تھا اُسنے کہا بھئی یہ بڑا سست آدمی ہے کچھ کرتا ہی نہیں۔ ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا ہے اُسنے ہشت تک نہیں کی وہ یوں تو پڑا۔ مگر یہ خود کتے کو ہٹانے کے لئے بھی نہ بولا۔ اور اُلٹا اسپر طعن کرنے لگا۔

آجکل عام لوگ مولویوں کو بہت بُرا بھلا کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتے حالانکہ وہ کبھی نہ کبھی وعظ کر دیتے ہیں۔ اسپر بھی ان کو بُرا کہا جاتا ہے مگر یہ جو دین کا نام تک نہیں لیتے۔ یہ اچھے ہونگے۔ اگر خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوتا کہ اے مولویو! دین کی خدمت اور اشاعت کرنا صرف تمہارا ہی فرض ہے تو اسوقت جسقدر چاہتے ان کو بُرا بھلا کہہ لیتے۔ کہ وہ کچھ نہیں کرتے مگر جب ایسا نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے

ہر ایک مؤمن کا فرض

رکھا ہے کہ وہ دین کو پھیلائے تو خواہ مخواہ مولویوں کے سر ہونا اسی سست کی روش اختیار کرنا ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ پس جب دین کی اشاعت کرنا ہر ایک مؤمن کا فرض ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ آپ لوگوں میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اس فرض کو سمجھا ہے، اور اس کے ادا کرنیکے لئے کام کیا ہے۔ آپ لوگوں کو کبھی تو سوچنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے صرف مولویوں کو تبلیغ کا ذمہ دار قرار نہیں دیا بلکہ سب کو قرار دیا ہے۔ اور جمعہ اس بہت بڑی ذمہ داری کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہے۔ پس میں اپنی ساری جماعت کو بالعموم اور جماعت لاہور کو بالخصوص کہتا ہوں کہ جہاں وہ وعظ اور نصیحت کو سننے کی عادت پیدا کریں۔ اور اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ وہاں اسکے پھیلانے کی بھی کوشش کریں۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت کو آدھا کر دیا ہے۔ تو کیا وہ کچھ نہیں چھوڑنا چاہتے۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھ عطا فرمائے کہ اس کے دین کو پھیلانے میں لگ جائے۔ اور لڑائیوں جھگڑوں میں پڑ کر وقت ضائع نہ کرے۔ بلکہ متحد ہو کر خدا تعالیٰ کے دین کی

مولوی نور احمد صاحب امرتسری کی غلط بیانی

اور اُن سے مطالبہ

اخبار وکیل مجریہ ۲۵ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء کے آخری صفحہ پر مولوی نور احمد صاحب امرتسری کی اس تقریر سے جو انہوں نے شیخ خیر الدین صاحب کی مسجد میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف ایک مجمع میں بیان کی - یوں عبارت نقل کی گئی ہے کہ :-

"سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مولوی صاحب (نور احمد) نے بیان کیا - کہ مرزا غلام احمد نے شہادت القرآن میں صحیح بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ "خدا جھوٹ بولتا ہے"

پھر اس کے بعد یوں لکھا ہے کہ :-

"اسکے بعد ایک دو ورقہ اشتہار جو عربی زبان میں تھا - اور جس کا عنوان الجنجاث علے الاسلام تھا اور جو مرزا غلام احمد نے شایع کیا تھا - دکھا کر بتایا کہ مرزا غلام احمد سے کئی بار کہا گیا کہ اس کا ترجمہ شایع کر دیں - اور اب مرزا محمود احمد اگر اپنے کو سچا سمجھتے ہیں - تو اس کا صحیح ترجمہ شایع کر دیں - اس کی حقیقت مولوی صاحب نے یہ بیان کی - طرابلس الغرب کا ایک بدوی مرزا کے پاس ملازم تھا - یہ لایعنی کلام اسی بدوی کی تصنیف ہے"

مولوی نور احمد صاحب جو علماء احناف میں سے ہیں - اور اپنے تئیں صدق اور راستی کا بہت بڑا حامی سمجھتے ہیں - اور غالباً اسی جوش حمائت صدق کی وجہ سے لوگوں کے سامنے انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی مذکورہ بالا باتوں کو صدق اور حقیقت کے خلاف سمجھ کر بیان کرنا ضروری سمجھا - . . . . .

. . . .

. . . . . . تا حاضرین مولوی صاحب کی ہدایت کے مطابق جو ان کے نزدیک سراسر صدق [illegible] سے مشحون ہے - عمل پیرا ہوں - اور جس طرح [illegible] مسلمانوں کے ایک مجمع کے سامنے خدا سے ڈرتے ہوئے برعایت صدق و راستی حقگوئی کا نمونہ پیش کرتے ہیں - اور اپنے کلام کو ہر طرح کے کذب اور جھوٹ سے منزہ رکھتے ہیں - اسی طرز اور اس طریق کو وہ بھی اختیار کریں ؛

سو اس میں کچھ کلام نہیں - کہ کذب اور دروغ کی عادت بہت ہی بری اور بدترین اخلاق رذیلہ سے ہے - لیکن جو شخص عالم ہو کر تقوی کے دعوے کے ساتھ عمداً غلط بیانی کرے - اور روز روشن میں ایک مجمع کے سامنے بھی جھوٹ بولنے اور پاکدامن لوگوں پر اتہام اور بہتان لگانے سے نہ ڈرے - اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر علانیہ دروغ گوئی کا خود نمونہ بنکر دکھائے - اور عنداللہ اور عندالناس کھلے طور سے کذب بیانی کے جرم کا ارتکاب کرے - ایسا انسان کون ہو گا - اور کس وصف کا شمار ہو گا ؛

افسوس کہ مولوی نور احمدؔ جیسا مدعی علم و فضل باوجود دعوی اتقاء کے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے اتنا بڑا جھوٹ بولے کہ جو اس کے عالمانہ اور متقیانہ ادعا کے سراسر خلاف ہو - کیا مولوی نور احمد صاحب اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں - اور شہادۃ القرآن سے وہ حوالہ دکھا سکتے ہیں - جسمیں مرزا صاحب کا یہ قول لکھا ہو "کہ خدا جھوٹ بولتا ہے" - اور اگر یہ حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب شہادۃ القرآن اور ایسا ہی کسی اور کتاب سے نہ نکل سکے - تو پھر مولوی صاحب کی زندگی اور ایسی ناپاک زندگی ان کی موت سے بھی بدتر ہے جو ایسے کھلے جھوٹ کی پلیدی سے ناپاک ہو چکی ہے

پس مولوی صاحب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ یہ حوالہ کتاب شہادت القرآن سے نکالکر پیش کریں - ورنہ ان کے جھوٹے ہونے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں رہیگا -

اور ایسا ہی مولوی نور احمد صاحب سے ہمارا یہ بھی مطالبہ ہے - کہ وہ رسالہ الجنجاث علی الاسلام نام کو حضرت مرزا صاحب یا آپکے کسی ملازم طرابلس الغرب کی تصنیف ثابت کریں - کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے حضرت مرزا صاحب کی کوئی تصنیف عربی یا فارسی یا اردو کتاب یا رسالہ یا اشتہار کی صورت میں اس نام سے آج تک شایع نہیں ہوئی - اور نہ ہی تصنیف ہوئی ہے - پس مولوی نور احمد صاحب کا یہ کہنا کہ رسالہ مذکور حضرت مرزا صاحب کے کسی ملازم طرابلس الغرب کی تصنیف ہے محض جھوٹ اور غلط بیانی ہے - اور اگر ایسا نہیں تو مولوی صاحب موصوف پر لازم ہے - کہ وہ اپنی بریت کے لئے حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایسی تصنیف جس کا نام انہوں نے "الجنجاث علی الاسلام" بتایا ہے ثابت کریں - اور اگر یہ ثابت نہ کرینگے - تو پبلک پر ان کا جھوٹا ہونا بپایۂ ثبوت پہونچ جائے گا - ہاں اس نام کا ایک دو ورقہ اشتہار مولوی محمد عالم نام کی طرف سے نکلا تھا جو انجمن حفظ المسلمین امرتسر نے اپنے نام پر شایع کیا تھا جس کی تاریخ اشاعت ۹ - جمادی الآخر ۱۳۳۴ھ لکھی ہے اور جس کا نام الجنجاث علی السلام فی الذب عن حریم الاسلام ہے - جو ہمارے عربی اشتہار الاعلان الاظہر فی اتمام الحجۃ علٰی علماء امرتسر کے بالمقابل شایع کیا گیا تھا اور دونوں اشتہاروں کے پڑھنے اور سمجھنے والے جانتے ہیں - کہ دونوں میں سے بلحاظ فصاحت و بلاغت و خوبی عبارت کونسا اشتہار بڑھ کر ہے - اگر تو مولوی نور احمد صاحب کی مراد اس دو ورقہ اشتہار سے یہی اشتہار ہے - جو ۹ - جمادی الآخری سنہ ۱۳۳۴ھ کو انجمن حفظ المسلمین امرتسر نے شایع کیا تو دنیا جانتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب سنہ ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوئے - اور آپ کی وفات کے قریباً آٹھ سال کے بعد یہ اشتہار تحریر ہو کر شایع ہوا ہے - پھر مولوی صاحب نے بیان کیا - کہ اس دو ورقہ اشتہار کے ترجمہ کے لئے حضرت مرزا صاحب سے بار بار درخواست کی گئی - یہ کسقدر سیاہ جھوٹ اور غلط بیانی ہے - تعجب ہے - کہ مولوی صاحب ایک طرف اس اشتہار کو طرابلس الغرب ملازم کا لکھا ہوا قرار دے کر لغو اور لایعنی بھی خود ہی قرار دیتے ہیں - تو دوسری طرف اس کے ترجمہ کے لئے درخواست بھی کرتے ہیں - جب وہ اشتہار جو دراصل غیر احمدی علماء کی انجمن حفظ المسلمین کے نام پر شایع ہوا - وہ بقول مولوی نور احمد صاحب لایعنی ہے - تو ایسے لایعنی کلام کے ترجمہ سے کیا فائدہ ؟ ہاں مولوی صاحب موصوف کے اس بیان سے کہ وہ دو ورقہ اشتہار لایعنی ہے - ہمارے

عربی اشتہار کے بالمقابل اس کی نسبت یہ اظہار شہادت ہمارے اشتہار کی عزت افزائی اور اس کے حق میں کھلی ڈگری ہے - پس مولوی کا یہ فیصلہ بہت ہی اچھا فیصلہ ہے - کہ جو اشتہار عربی غیر احمدیوں نے شایع کیا - وہ ہمارے عربی اشتہار کے بالمقابل کیسا ہے - بقول مولوی صاحب ایک لایعنی اشتہار ہے - اب ایسے لایعنی اشتہار کا ترجمہ کرنے کی اگر حضرت مرزا صاحب زندہ ہی ہوتے - تو انہیں کیا ضرورت تھی جو ترجمہ کرتے - اور ایسا ہی حضرت صاحبزادہ صاحب جو حضرت مسیح موعود کے خلف رشید اور خلیفہ بھی ہیں - ان کو کیا ضرورت ہے - جو ایسے اشتہار کا ترجمہ کریں جسے خود مولوی صاحب لایعنی قرار دے رہے ہیں - اور یہ مولوی صاحب نے جھوٹ نہیں کہا - اور اگر اس اشتہار کو دیکھا جائے - تو فی الواقعہ یہی معلوم ہوتا ہے - کہ وہ ایک لغو اور لایعنی اشتہار ہے - لیکن نامعلوم مولوی صاحب کو اس کے ترجمہ کی کیا ضرورت محسوس ہوئی - شاید ان کا یہ خیال ہو - کہ جیسے عربی جاننے والوں پر اس اشتہار کا لغو اور لایعنی ہونا کھل گیا ہے - اردو دانوں پر بھی کھل جاوے - سو بہتر ہے - کہ اس شوق کو پورا کرنے کے لئے مولوی صاحب ہی ترجمہ کر کے شایع کرا دیں - ہاں اگر ان کو کوئی امتحان منظور ہو - تو پہلے مولوی صاحب ہمارے عربی اشتہار کا ترجمہ شایع کر دیں - بعد میں ہم ان کے عربی اشتہار کا ترجمہ اور جواب شایع کرینگے - اور اگر مولوی نور احمد صاحب کی طرف سے ہمارے عربی اشتہار کا ترجمہ شایع نہ ہوا - اور وہ اس کے ترجمہ کرنے اور شایع کرنے سے عاجز رہے - تو ہمیں مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ یا کسی اخبار کے ذریعہ اطلاع دیں - کہ میں تمہارے عربی اشتہار کا ترجمہ کرنے سے عاجز ہوں پھر ہم اس صورت میں بھی ان کے عربی اشتہار کا ترجمہ شایع کر دینگے - اور مع اس اشتہار کی غلطی اصلاح کے شایع بھی کرینگے - بشرطیکہ اس ایک طرفہ ترجمہ کیلئے بطور اجرت ہمیں کم از کم ایک سو روپیہ جناب مولوی نور احمد صاحب کی طرف سے پہلے ملے - کیونکہ جب ہم نے اپنے قیمتی وقت کو ایک لایعنی اشتہار کا ترجمہ کرنے کے علاوہ مولوی صاحب کی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس کی اصلاح اور اس کے لایعنی ہونے کے نقص بھی بتلانے ہیں - تو کیوں اس کے عوض میں اجرت نہ حاصل کیجائے اور اگر مولوی صاحب کو بالمشافہ امتحان منظور ہو تو ایک طرف مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کی کتاب سیرۃ الابدال یا علامات المقربین یا نور الحق حصہ اول یا عربی حصہ کتاب انجام آتھم سے یا جس کتاب سے کہ ہم چاہیں کچھ عبارت جو ہم اسوقت پیش کریں کسی مجلس اہل علم میں کھڑے ہو کر سنائیں - اور اسی مجلس میں مولوی صاحب کی طرف سے جو مقام کسی کتاب کا ہمارے امتحان کیلئے پیش کیا جاوے وہ ہم پڑہیں - بشرطیکہ مولوی صاحب بصورت عاجز آنے کے توبہ کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جائیں ورنہ دو سو روپیہ کی رقم بطور تاوان ہمیں دیں - اور ایسا ہی بصورت عجز اتنی رقم ہم سے لیں - اور اگر اس میدان امتحان میں قدم رکھنے سے عاجز ہوں - تو خدا کیلئے مجالس وعظ میں اس طرح کی دروغگوئی اور کذب بیانی سے باز رہیں - جس کا نمونہ اوپر دکھایا جا چکا ہے - والسلام

غلام رسول انڈر اجیکی -

مسٹر محمد علی و شوکت علی صاحبان کے برادر اکبر کا کھلا خط

بنام منیجر و مالک اخبار مدینہ بجنور -

مکرم بندہ مجید حسن صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میرے ایک دوست محمد صدیق صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ نے آپکے ایک خط کی نقل بھیجی ہے - جو آپ نے محمود خان صاحب پنشنر رجمنٹ بازار محلہ گنج مکان نمبر ۱۱ میرٹھ چھاؤنی کو بھیجا تھا - اس خط میں آپکے فقرات ذیل پر مجھے اس خط کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی - وھو ھذا :-

"جناب محمد علی شوکت علی صاحبان کے حقیقی بھائی اور کوئی نہیں ہے صرف یہ دونوں ہی ہیں - ذوالفقار علی صاحب بجنور ہی میں انسپکٹر ابکاری مقرر تھے - یہ حقیقی بھائی نہیں ہے "

کیا واقعی یہ خط آپکا ہے - ۱۲ - فروری ۱۹۲۰ع کی یہ تحریر ہے نمبر خط ہے - دفتر مدینہ بجنور سے لکھا گیا ہے - ۱۲ - فروری کی مہر ڈاکخانہ بجنور کی ہے -

اگر یہ خط آپکا ہے تو مجھے تعجب ہے - کیونکہ آپ مجھے بارہا ملے ہیں اور آپ کو بخوبی علم ہے کہ محمد علی و شوکت علی کا میں ہمشیرہ حقیقی بھائی ہوں - اور میرے علاوہ ایک اور بھائی بھی ہے - اسوقت بفضلہ تعالیٰ ہم چار بھائی اور ایک بہن بقید حیات ہیں پھر جناب نے کس ذریعہ سے یہ علم حاصل کر کے غلط اطلاع ایک شخص کو دی ہے - اگر محض اپنے کسی غلط خیال یا غلط اطلاع پر آپنے یہ تحریر لکھی ہے - تو کیا آپ بذریعہ

(اشتہارات)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ
کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اطؑ کا بتایا ہوا

سرمہ ممیرا اور سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں میرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شایع کیا اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ❊

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا تجویز کردہ ہے جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عار۔ اصلی ممیرا کی سلائی فی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے ❊

سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء رئیسہ۔ نافع صرع۔ مشتی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر۔ فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یرقان و ... و ... کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قسم اول ڈیڑھ روپیہ

المشتہر

[illegible] کابلی۔ تاجر مہاجر قادیان گورداسپور

لاہور میں احمدی دواخانہ

جس کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے رفیق مریضاں رکھا ہے جس میں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ملتمس ہوں۔ کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو۔ تو میری معرفت طلب فرماویں۔ باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جاتے ہیں ❊

عبدالجلیل رفیق مریضاں میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور

نکاح

میں اپنی لڑکی کا جس کی عمر قریباً تیرہ چودہ سالہ ہے رشتہ کرنا چاہتا ہوں۔ لڑکا انٹرنس پاس یا ایف۔ اے ہو۔ اور برسر روزگار ہو۔ اور مستقل نوکر ہو۔ گورنمنٹ عالیہ کا ملازم ہو۔ ذات پٹھان یا مغل رہنے والا۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ وزیرآباد سیالکوٹ یا جموں کا ہو۔ نیک احمدی ہو۔ خط و کتابت معرفت مینیجر الفضل قادیان ہو ❊ (ہر خط کے ساتھ ۱/ کے ٹکٹ آئیں)

ناطہ

میرے ایک معزز کرم فرما۔ قوم وڑائچ زمیندار معزز سرکاری عہدہ دار ہیں۔ وہ اپنی لڑکی کے لئے رشتہ چاہتے ہیں لڑکا احمدی صالح دیندار برسر روزگار ہو۔ کم از کم ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہو یا اپنی حیثیت سے ملکیت کا ہو۔ ضلع سیالکوٹ گوجرانوالہ کے زمینداروں کو ترجیح دیجائیگی۔ لڑکی خواندہ ہے اور ناکتخدا ۱۴ سالہ خط و کتابت معرفت الفضل۔ ہر درخواست کے ساتھ ٹکٹ آئیں

مکمل عربی کا قاعدہ

موسوم بہ **علم القرآن** مصنفہ صاحبزادہ پیر محمد سراج الحق صاحب نعمانی و جمالی پیر صاحب حضرت مسیح موعود ؑ کے پرانے دوستوں میں سے ہیں۔ آپ نے یہ ایک نئی طرز کا عربی قاعدہ ایجاد فرمایا ہے۔ قیمت ۲/ ر۔ ۲/ فی روپیہ کمیشن مقرر ہے۔ ۳۲ صفحہ یسرنا القرآن تقطیع ملنے کا پتہ:۔

محمد یامین تاجر کتب قادیان

سونے کی خرید کا موقعہ

احمدی بھائیوں کو اطلاع ہو۔ کہ سونے کی خریداری کے لئے احمدیوں کا اپنا ایک علیحدہ ٹنڈر دینے کی تجویز و انتظام کیا گیا ہے۔ جو کم از کم ایک ہزار تولہ کے لئے ہو سکتا ہے۔ اور

۱- جو گورنمنٹ کے نوٹس پر عنقریب مناسب شرح کے لئے دیا جائیگا

۲- یہ سونا گورنمنٹ کلکتہ یا بمبئی کے ٹکسالوں میں مہیا کرتی ہے

۳- تمام اخراجات و تکالیف کو مدنظر رکھ کر ۸ رتی تولہ اصل خرید پر کمیشن و حق الخدمت بڑھایا جائیگا ❊

۴- جو صاحب اس خریداری میں شامل ہونا چاہیں۔ فی الفور روپیہ اور اطلاع لاہور میں مجھے ...... پہونچا دیں۔ جنکی باضابطہ رسید دیجائیگی ❊

۵- بیعانہ (جو ٹنڈر کے ساتھ جائیگا) سے بقیہ روپیہ تا منظوری بنک میں جمع رہیگا ❊

۶- یہ سونا احباب کو لاہور میں مہیا کیا جاویگا۔ یا خریدار کے خرچ پر جہاں وہ چاہیں گے ❊

۷- اب تک روپیہ اور درخواستیں اس پتہ پر آویں ❊

حکیم محمد حسین قریشی۔ قریشی بلڈنگز۔ محلہ کاٹھی ال لاہور

۵۰۰ تولے کی درخواستیں آچکی ہیں۔

ضرورت ہے

چند نوجوانوں کی جو کہ بغیر سرمایہ کے ہمارے بیوپار میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ایک معمولی پڑھا ہوا آدمی بھی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ کما سکیگا اور ملازم فرصت کے وقت کام کر کے کافی روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمارا مدعا صرف نوجوانوں کو غلامی سے بچانا اور بیوپار سکھانا ہے ❊

پتہ

مینیجر الیکٹرن ایجنسی لاہور۔ میکلیگن روڈ

(مطبوعہ ... شیخ عبدالرحمن ... قادیانی۔ پرنٹر و پبلشر ... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا)